حصہ دوم

مختصر سوالات

سوال نمبر 02

(۷)

جواب: ماسٹر صاحب سیدھے سادے سے بے ضرر قسم کے انسان تھے جھوٹے اور دھوکہ باز نہیں تھے۔ شفیق انہیں بگھارتے تھے۔ ان کی شکل ایسی تھی کہ لوگ انہیں دیکھ کر ان سے محبت اور ہمدردی کی بجائے ان سے دور بھاگ جاتے۔

لوگ ماسٹر صاحب سے دوستی کرنا اس لئے پسند نہیں

کرتے تھے کہ اُن کی شکل دیکھ کر لوگ ان سے خوف زدہ ہوتا پسند نہ
کرتے۔ اُن کی باتیں خلاف سلطان ہوتیں۔ اُن کا سٹائل ہی
ایسا تھا کہ لوگ اُنہیں موجودہ دور کا انسان ہی نہ سمجھے؟
وہ عجیب اور سوسائٹی پر ایک بوجھ سا محسوس ہوتے تھے

(XII)

جواب:-

مرکزی خیال

نظم "بڑھے چلو" میں اختر شیرانی نے نوجوانان وطن کو وطن
کی خاطر تن من دھن کی قربانی دینے کی ترغیب دی ہے اور
انھیں وطن کی دفاع کا مضبوط سہارا قرار دیا ہے۔

اختر شیرانی وطن کے جیالوں کو مخاطب کرتے کہتا ہے۔ کہ قوم
کی بقا کا انحصار تمہارے کندھوں پر ہے۔

وطن کی سلامتی اور ناموس کی خاطر تم نے اپنی جان کی
بازی لگانی ہے۔

تمہارے سامنے جو بھی رکاوٹ آکر تمہارا راستہ روکے۔
اُن کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے تم نے ہمیشہ آگے ہی
آگے بڑھنا ہے۔

تم نے اپنے ملک کے لیے جان بھی قربان کرنی ہے اگر ضرورت پڑے کیوں کہ اسی میں ملک کی فلاح و بہبود پوشیدہ ہے

(xi)

جواب :-

ا- سقراط پر مخالفین نے یہ الزامات لگائے کہ وہ اقص ایتھنز کے نوجوانوں کے اخلاق تباہ کرتا ہے۔ اور لڑکوں کو والدین کی اطاعت نہ کرنے کا سبق دیتا ہے۔ ایک شاعر نے اس کے خلاف ایک نظم بھی لکھی جس میں سقراط کی خوب برائیاں بیان کی گئیں۔

ب سقراط پر لگائے جانے والے الزامات کی بنا پر عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ چلا۔ عدالت نے سقراط کو مجرم ٹھہرایا اور اس کے لیے سزائے موت تجویز کی گئی۔ سقراط نے خود زہر کا پیالہ پی کر اپنی زندگی کے خاتمے کا فیصلہ کیا اور بڑی خوشی سے زہر کا پیالہ پی کر اپنی جان دے دی۔

(x)

جواب :-

خلاصہ :-

نظم "بڑے ڈرپوک ہو" میں وزیر آغا تاروں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تم بڑے ڈرپوک ہو کیونکہ تم صرف دن کو نکلتے ہو۔ کبھی کبھار کسی عاشق کی آنسوؤں کی شکل میں تو کبھی پھیلتی چاندنی میں خاموشی سے آتے ہو۔ کبھی روشنی کی بے شمار کرنوں کی شکل میں اندھیرے میں نکل آتے ہو مگر ایسی حالت میں کہ نہ چمکتے ہو اور نہ ڈرتے ہو۔ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ دن کتنا روشن اور طویل ہوتا ہے۔ اور تم اس تارے کے دیدار سے بھی محروم ہو جو دن کو نکل کر اپنی بہادری کا ثبوت دیتا ہے۔ وہ بہادر تارا ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تن تنہا میدان میں آتا ہے اور شام کے تیغ میں وہ خود اپنے ہی ہاتھوں قتل ہو جاتا ہے۔

(IV)

جواب :- استدراکی جملہ

تعریف :- استدراکی جملہ وہ جملے ہیں جس میں عموماً دو جملوں کا آپس میں مقابلہ کیا جاتا ہے اور ایک جملہ دوسرے کی شک کو رفع کرتا ہے۔

مثالیں :- مگر ، لیکن ، اور ، بلکہ ، پھر ، سو وغیرہ

استدراکی جملے :-

وہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہے۔

وہ دولت مند تو ہے لیکن کنجوس ہے۔

وہ دوست تو ہے پر مصیبت کا ساتھی نہیں۔

وہ شریف باپ کا بیٹا ہے مگر انتہائی آوارہ ہے۔

(IX)

جواب :- کلام میں ایسے الفاظ لانا جو املا کے لحاظ سے تو ایک جیسے ہوں مگر دونوں کا مطلب جدا ہو۔ تجنیس نام کہلاتا ہے۔

مثالیں :-

① شانے سے جب نکال دے زلف یار کے
اک وار نے ڈھیر کیا وار وار کے۔

② خط کبوتر کس طرح لے جائے بام یار پر
پر کترنے کے لیے ہیں قینچیاں دیوار پر

(3) چمن میں کسی نے الٹی نقاب ڈالی آج
جو پھول کھلا آتی ہے گل کی پدر آس ڈالی آج۔

(II)

جواب:- فارغ بخاری نے اپنے خاکے "طائر لاہوتی" میں ضیاء جعفری کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے عبدالودود قمر کا بھی ذکر کیا ہے۔

عبدالودود کا تعارف:

عبدالودود قمر عمدہ شاعر اور بہترین نثر نگار تھے۔ اس کے علاوہ آپ "دائرۂ ادبیہ" کے ناظم اعلیٰ اور کرتا دھرتا بھی تھے۔ مصنف کے مطابق عبدالودود قمر ضیاء جعفری کے گہرے اور مخلص دوست تھے اور ان دونوں کی دوستی سارے شہر میں ضرب المثل بن چکی تھی۔ مصنف نے یہ بھی بتایا ہے کہ قمر صاحب بہت با اصول اور کھرے انسان تھے اور اپنی سخت مزاجی کے باوجود ضیاء جعفری کا بے حد احترام کرتے تھے۔ (اس تنظیم میں نذیر مرزا برلاس، قطبیہ گیلانی، مبارک حسین عاجز، امیر نواز صابی، مقصود تابانی، جگر کاظمی اور خالص کلو شامل تھے۔)

(VI)

جواب:۔ افسانہ "ماسی" احمد ندیم قاسمی نے بتایا ہے کہ چونکہ بیگم راجہ اور بیگم خواجہ کا لڑائی جھگڑا سارے محلے میں مشہور تھا۔ اس لیے ایک دن محلے کے کسی بزرگ نے دونوں کے شوہروں کو روک کر کہا کہ آپ بھلے اور شریف لوگ ہیں۔ اپنی بیگمات کو لڑائی جھگڑے سے روکیں۔ پورا محلہ بدنام ہو رہا ہے تو راجہ صاحب نے نہایت ادب سے یہ جواب دیا۔

راجہ صاحب کا جواب: مصنف کے مطابق راجہ صاحب نے جواب میں کہا کہ یہ عورتوں کا معاملہ ہے اور ہم مرد لوگ عورتوں کے معاملات میں دخل دیتے ہوئے اچھے نہیں لگتے اور آپ اگر ہماری بیگمات کو سمجھانے کا کام اپنی بیگم کے ذریعے کروائیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اکٹھے رکھے ہوئے دو برتن بھی ٹکرا کر بج اٹھتے ہیں۔ یہ دونوں تو ماشاءاللہ جیتی جاگتی عورتیں ہیں۔

(سبق کا نام "ماسی" ہے)

(VII)

جواب :-

افسانہ کتبہ کا اخلاقی سبق

اس افسانے سے یہ اخلاقی سبق ملتا ہے کہ انسان کو اپنی حیثیت سے بڑھ کر خواب نہیں دیکھنے چاہییں۔ متوسط طبقہ معاشی عدم استحکام کا شکار رہتا ہے، بالخصوص کلرک حضرات سخت محنت اور دیانت داری سے کام کرنے کے باوجود اپنی جائز خواہشات کو پورا نہیں کر پاتے۔

ایک غریب کلرک تمام زندگی ترقی کے خواب دیکھتا رہتا ہے۔ اس کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ کاش اس کے پاس بھی رہنے کے لیے اچھا سا گھر ہو۔

جس کے دروازے پر اس کے نام کی تختی آویزاں ہو۔ لیکن اس کا یہ ارمان کبھی پورا نہیں ہوتا۔

اس کے نام کی تختی اس کی زندگی میں اس کے گھر پر تو نہیں لگتی البتہ مرنے کے بعد اس کی قبر پر ضرور لگ جاتی ہے۔

(I) گھر بیماری کا ذکر کیا

جواب :- خان صاحب نے خط میں لکھا کہ اس بیماری کا خاتمہ فراد ہو۔ گھر کا بیمانہ لید پڑ ہونے سے پہلے ہی چھلکا

جا رہا ہے۔ خط لکھوانے میں بھی سانس اکھڑ جاتی ہے۔ ڈر کے مارے کھینچ سے کھانس بھی نہیں سکتا۔ آپ کی بھابھی رونے لگی ہے مجھ سے چھپ کر وقفے وقفے سے کس طرح جھک کے ساتھ اشک باری کرتی ہے۔ بیٹا سمجھاتا ہوں کہ بجتا ورا جب تک بالکل بے ہوش نہ ہو جاؤں میں بیماری سے ہار جانے والا آدمی نہیں۔

حصہ سوم

سوال نمبر 03

سیاق و سباق

الف

جواب

حوالہ متن:-

تشریح طلب اقتباس "خواجہ حسن نظامی" کے سبق "فاقہ میں روزہ" سے لیا گیا ہے۔

سیاق و سباق:

(فاقہ میں روزہ) میں سے ہے۔

حسن نظامی نے بہادر شاہ ظفر کے ایک کنبہ کا دردناک قصہ قلم بند کیا ہے۔ جب غدر کی مصیبت آئی تو اس نے شاہی خاندان کو خاک چاٹنے پر مجبور کیا۔ شاہی خاندان کا ایک فرد مرزا شہ زور جس نے خوشحالی کا زمانہ دیکھا تھا اور جب بدحالی کا زمانہ دیکھا تھا اور جب خون کے آنسو رویا۔ اپنی والدہ، کمسن بہن اور بیوی کے ساتھ دردناک حالات چھپاتا رہا۔ محنت مزدوری کرتا رہا اور بھوک اور فاقہ میں روزہ رکھنے پر بھی مجبور ہوا۔

تشریح:

یہ اقتباس ایک شہزادی کی حالت زار بیان کرتا ہے۔ جو ساری عمر آرام و آسائش میں رہی۔ مگر 1857ء کے غدر کے بعد مصیبتوں اور فاقے کا شکار ہو گئی وہ صدمات برداشت نہ کر سکی۔ گاؤں والوں نے اس کا کفن دفن کر کے اسے غریبوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ اس اقتباس سے دنیا کی ناپائیداری اور وقت کی بے رحمی کا احساس ہوتا ہے۔

سوال نمبر (04)

الف

جواب:۔ شاعر اور نظم کا حوالہ

تشریح طلب اشعار "علامہ اقبال" کی نظم "جواب شکوہ" سے لیے گئے ہیں۔

تشریح:۔ آج کل کے مسلمانوں کی حالت تو یہ ہے کہ ان کے ہاتھوں میں دم نہیں۔ ان کے دل دین سے پھر جانے کے عادی ہیں۔ یہ امتی تو پیغمبر پاکؐ کے لیے باعث عزت نہیں بلکہ باعث رسوائی ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد جو بت توڑنے والے تھے وہ سب کے سب اس جہان سے چلے گئے ہیں۔ اب جو لوگ بھی باقی ہیں وہ تو بت توڑنے والے نہیں بلکہ بت تراشنے والے ہیں۔ ان کا باپ حضرت ابراہیمؑ تھا جنہوں نے اپنے والد آزر کے برعکس بت گری کی بجائے بت شکنی کی روایت قائم کی تھی۔ آج کل کے مسلمان حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے نہیں لگتے بلکہ یہ تو آزر کے بیٹے ہیں جو بت پرست تھا بت گر تھا اور بت فروش تھا۔ گویا شراب پینے والے بھی نئے شراب بھی نئی، اور ولولے بھی نئے، کعبے کا حرم بھی نیا، بت بھی نئے اور تم بھی نئے۔ مراد یہ کہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی کردار کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ پورا کارخانہ

ہی بدل گیا، تمھاری خصلتیں، تمھارا شیوہ، تمھارا طریقہ، تمھارا لقب العین، ان میں سے کوئی چیز بھی اسلامی نہیں۔

سوال نمبر (05)

(ب)

جواب:۔ **"میرا پسندیدہ مشغلہ"**

8

اللہ تعالیٰ نے انسان کی مختلف طبیعتیں اور مزاج بنائے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر شخص کا خیال اور نظریہ دوسرے شخص کے خیال اور نظریے سے یکسر علیحدہ اور جدا ہوتا ہے اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ ہر انسان کا پسندیدہ مشغلہ بھی اپنا اپنا ہوتا ہے اور ہر شخص اپنی عمر اور مزاج کے مطابق اپنے مشغلے کا انتخاب کرتا ہے۔ کوئی ڈاک ٹکٹ جمع کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے تو کوئی پرانے سکے جمع کرتا ہے، کوئی باغبانی کرتا ہے تو کوئی مختلف اور نادر و نایاب سکے جمع کرتا ہے۔ میرا پسندیدہ مشغلہ اچھی اور معیاری کتب کا مطالعہ ہے۔ میں جیب خرچ سے رقم کا کچھ حصہ پس انداز کرتا ہوں اور اس سے ایک

کتاب خرید لیتا ہوں۔ اس کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتا ہوں
جو چونکات اور مشکل الفاظ میری سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں وہ
میں اپنے اساتذہ سے پوچھ لیتا ہوں جس کی وجہ سے میری معلومات
میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ میں نے اپنی ذاتی
لائبریری بنا رکھی ہے جس میں اب بے شمار کتب موجود ہیں۔
کچھ کتابیں مجھے میرے دوستوں نے عنایت کی ہیں اور کچھ کتابیں
میرے چچا جان نے مجھے کراچی سے بھیجی ہیں انہیں میرے اس
شوق کا اچھی طرح علم ہے اس لیے وہ مجھے ہر مہینے باقاعدگی
سے اچھی اور معیاری کتابیں بھیجتا ہے۔ یقیناً کتابوں کے معاملے
میں اُن کا ذوق بہت ہی اچھا اور زبردست ہے۔ اُس نے مجھے
ہر قسم کی کتابیں بھیجی ہیں۔ ان میں جدید سائنسی کتابیں بھی
ہیں اور اچھا اور زبردست ہے۔ اُس نے مجھے تاریخی، اصلاحی
معاشرتی، جغرافیائی، مذہبی اور اخلاقی کتب بھی موجود ہیں
اس طرح اب میری لائبریری میں ہر شعبے سے متعلق کتابوں
کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے۔ میری طبیعت اور میرا مزاج
کچھ اس قسم کا بن گیا ہے کہ جب میں کوئی کتاب خرید لیتا
ہوں تو جب تک اس کا مطالعہ ختم نہیں کرتا مجھے چین
و آرام نہیں ملتا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ میری
معلومات کا ذخیرہ اتنا بڑھ گیا ہے کہ سکول میں تمام
طلباء مجھے چلتی پھرتی ڈکشنری کے نام سے پکارتے ہیں
اور بوقت ضرورت ہر طالب علم مجھ سے استفادہ کرتا ہے
خاص کر تاریخ کے متعلق میری معلومات بہت زیادہ

میں میں نے بے شمار تاریخی کتابیں پڑھی ہیں جن سے مجھے اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں اور اُن کی عظمتوں کا علم ہوا ہے۔ مطالعہ کتنا ایک اچھا اور مفید مشغلہ ہے۔ اس مشغلے سے نہ صرف انسان کی ذات مستفید ہوتی ہے بلکہ دوسرا لوگوں کو بھی اس کا فائدہ پہنچتا ہے۔

"ختم شد"